

## 295672-زلزلے وغیرہ کی وجہ سے نماز توڑنے کا حکم

### سوال

کیا زلزلے جیسی دیگر قدرتی آفات کی وجہ سے نماز توڑنا جائز ہے؟

### جواب کا خلاصہ

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور زلزلہ آجائے تو نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح آگ لگ جائے، یا کوئی بھی حادثہ رونما ہونے کی صورت میں اپنی جان، مال یا کسی اور معموم جان یا معموم جان کے مال کو نقصان پہنچ کا خدشہ ہو تو نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

### پسندیدہ جواب

اول:

اگر نماز نفل ہے تو پھر اس میں وسعت ہے؛ کیونکہ بغیر عذر کے نفل نماز توڑنا جائز ہے، توجہ عذر ہو تو پالا لوی جائز ہو گا۔

یہ موقف شافعی اور حنبلی فقہاء کرام کا ہے، اور یہ موقف صحیح ہے، اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلیل ہے کہ آپ کہتی ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے اور کہا : کیا آپ کے پاس کوئی کھانے کی بیزی ہے ؟ تو ہم نے کہا : نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (پھر میرا روزہ ہے۔) پھر ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا : اللہ کے رسول ! ہمیں پنجیری تخفی میں دی کتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (مجھے دکھاؤ کیسی ہے ؟ تو فرمایا : آج میں نے روزہ رکھا ہوا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجیری کھاتی۔) مسلم : (1154)

ایسے ہی "الموسوعۃ النعمیۃ الحویتیۃ" (51/34) میں ہے کہ :  
"نفل عبادت کا آغاز کرنے کے بعد اسے ختم کرنے کے حکم کے متعلق فقہاء کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ خنثی اور مالکی فقہاء کرام کہتے ہیں کہ : نفل عبادت شروع کرنے کے بعد بلا عذر ختم کرنا جائز نہیں ہے بالکل ایسے ہی جیسے فرض کو ختم کرنا جائز نہیں ہوتا، چنانچہ جیسے فرض کو پورا کیا جاتا ہے ایسے ہی نفل کو بھی پورا کیا جائے گا؛ کیونکہ نفل بھی فرض کی طرح عبادت ہی ہے۔

جبلہ شافعی اور حنبلی فقہاء کرام کہتے ہیں : حج اور عمرہ کے علاوہ نفل عبادت شروع کرنے کے بعد اسے ختم کرنا جائز ہے؛ کیونکہ ایک حدیث ہے کہ : (نفل عبادت گزارا پہنچنے آپ کا امیر ہے) اس حدیث کو امام ترمذی نے سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے باس الفاظ نفل کیا ہے : (نفل روزے دارا پہنچنے آپ کا امیر ہے، یا اپنے آپ خود مختار ہے۔) لیکن پھر بھی نفل عبادت مکمل کرنا مستحب ہے۔

جبلہ حج اور عمرہ چاہے نفل ہی کیوں نہ ہوں انہیں مکمل کرنا واجب ہے؛ اگرچہ ان کے آغاز میں ہی کوئی ایسا کام ہو جائے جن سے یہ دونوں فاسد ہو جاتے ہیں، تب بھی انہیں پورا کرنا واجب ہے؛ کیونکہ نفل حج اور عمرہ بھی فرض حج اور عمرہ کی طرح ہوتا ہے۔ "ختم شد

اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر : (161243) کا جواب ملاحظہ کریں۔

دوم:

لیکن اگر نماز فرض ہے، تو اس کے لیے بیادی اصول تو یہی ہے کہ جو شخص فرض عبادت شروع کرے تو کسی معتبر عذر کے بغیر اس عبادت کو توڑنیں سختا۔

جیسے کہ "الموسوعة الفقهية الكويتية" (51/34) میں ہے کہ :

"واجب عبادت شروع کرنے کے بعد بغیر کسی شرعی عذر کے توڑنا: فقہاء کرام کے متفقہ موقف کے مطابق جائز نہیں ہے؛ کیونکہ کسی شرعی عذر کے بغیر عبادت توڑنا عبادت کے احترام کے منافی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے عبادت کو فاسد کرنے سے روکا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: **{وَلَا شَيْطَانُ أَنْهَاكُمْ}**۔ ترجمہ: اور تم اپنے اعمال کو باطل مت کرو۔ [مود: 33]

جبکہ کسی شرعی عذر کی بنا پر عبادت توڑنا: تو یہ شرعی طور پر جائز ہے، چنانچہ نماز کسی سانپ وغیرہ کو قتل کرنے کے لیے توڑنا جائز ہے؛ کیونکہ سانپ مارنے کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح ذاتی یا کسی اور کے قیمتی مال کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو، کسی مصیبت میں پھنسنے شخص کی جان، بچانی ہو، یا کسی سوئے ہونے یا غافل شخص کی طرف سانپ جا رہا ہو اسے خرد دار کرنا ہوا اور یہ کام محسن سجان اللہ کرنے سے ممکن نہ ہو، ڈوبتے ہوئے شخص کو بچانے کے لیے روزہ توڑنا، ایسے ہی اپنی جان کو بچانے کے لیے، یا کسی شیر خوار بچے کو بچانے کے لیے روزہ توڑنا جائز ہے۔" ختم شد

زیزدہ یا سیلاب یا ایسی کوئی اور قدرتی آفت کا آما: بلاشبہ ایسا عذر ہے جس کی وجہ سے فرض نماز کو توڑنا جائز ہو جاتا ہے، بلکہ اس حالت میں تو نماز توڑنا واجب بھی ہو گا کہ نماز توڑنے سے اپنی جان، یا کسی اور کی جان بچانا ممکن ہو، فرمان باری تعالیٰ ہے :

**{وَلَا تُلْقُوا إِيمَانَكُمْ إِلَى الشَّنَّقَةِ}۔**

ترجمہ: اور تم اپنے آپ کو بلکت میں مت ڈالو۔ [ابقرۃ: 195]

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس آیت کے مفہوم کے متعلق سلف کے مختلف اقوال میں ... حق بات یہ ہے کہ: یہاں الفاظ کے عموم کا اعتبار ہو گا، خاص سبب کا اعتبار نہیں ہو گا، چنانچہ جس چیز کے بارے میں بھی بلکت کا لفظ صادق آتا ہے چاہے وہ دینی بلکت ہے یا دنیاوی تو وہ اس میں شامل ہے، یہی موقف ابن جریر طبری کا ہے۔" ختم شد

"فتح القدير" (1/222)

اہل علم نے ایسے متعدد عذر بیان کیے ہیں جن سے نماز توڑنا جائز ہو جاتا ہے، جبکہ ضلیل فقہاء کرام نے خود نمازی کے لیے خطرے کا باعث بننے والے امور اور دیگر لوگوں کے لیے خطرے کا باعث بننے والے امور میں فرق کیا ہے۔

چنانچہ ایسے خطرات جن میں دیگر لوگوں کو خطرہ ہے تو یہ نمازی نماز توڑ کر انہیں بچائے اور پھر اپنی نماز شروع سے دوبارہ سے پڑھے گا۔

لیکن ایسا خطرہ جس میں خود نمازی کو خطرہ ہے تو یہ نماز نہیں توڑے گا بلکہ نماز کی حالت میں ہی بجاگ کراس سے اپنے آپ کو بچائے گا، چاہے اس کے لیے قبلے کی جانب پڑھ کر فنی پڑے، یا بہت زیادہ حرکت دوڑ لگانے کی شکل میں کرنی پڑے، یہ شخص پھر بھی نماز کی حالت میں ہی ہو گا، یہ طریقہ کاراں لیے کہ آیت صلاۃ الخوف پر عمل ہو گا؛ کیونکہ یہ آیت محس دشمن کے خوف کے لیے منصص نہیں ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

**{فَإِنْ خَشِمْ فَرِعَالَاوْرَكِبَانَا}۔**

ترجمہ: [نمازوں کی پابندی کرو] اور اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل یا سوار ہو کر نماز ادا کرو۔ [ابقرۃ: 239]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سورت البقرۃ کی آیت نمبر: 239 کی تفسیر میں کہتے ہیں: "اگر تمیں خوف ہو، یعنی: اگر نمازوں کی باندھ کی وجہ سے تمیں کسی نقصان کا اندیشہ ہو، یا آگ یا سیلاب کا اندیشہ ہو، یا کسی بھی ایسی چیز کا اندیشہ ہو جس سے انسان کو خوف آتا ہے تو پھر پیدل یا سوار ہو کر نماز ادا کرو۔" ختم شد

اسی آیت کی تفسیر میں علامہ سعدی رحمہ اللہ صفحہ: 106 میں کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کا فرمان: اگر تمیں خوف ہو، یہاں جس چیز سے خوف پیدا ہوتا ہے ان کا ذکر نہیں کیا گیا تاکہ خوف میں کافر، ظالم، درندے سمیت ہر قسم کی خوف ناک چیز کا خوف شامل ہو جائے ۔۔۔ پیدل یا سوار ہو کر نماز ادا کرو، تو اس کا لازمی تقاضا ہے کہ تم قبلہ رخ ہو یا قبلہ رخ نہ ہو۔" ختم شد

ابن قدامہ رحمہ اللہ "المغنى" (3/97) میں کہتے ہیں:

"اور اگر نمازی کو دوران نماز کسی دوسرے کی ضرورت کے لیے عملِ کثیر کرنا پڑے تو وہ نماز توڑ دے اور عملِ کثیر کرے۔

امام احمد کہتے ہیں: اگر دوران نمازوں بچوں کو لڑتے ہوئے دیکھے اور اسے خدشہ ہو کہ ایک بچہ دوسرے بچے کو کنوں میں گرا دے گا تو یہ شخص جائے اور ان کی رلائی ختم کرو اکر انہیں بچائے اور واپس آکر اپنی نماز مکمل کرے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ: اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کے ہمراہ ہر وقت رہتا ہو، اور پہلا مسجد میں نماز کے لیے جائے اور نماز کھڑی ہو جائے، پھر جب امام سجدے میں جائے تو وہ دوسرا شخص مسجد سے نکل جائے تو یہ پہلا شخص اس کی تلاش میں مسجد سے نکلے گا۔

یعنی: یہ شخص واپس آکر نمازوں بارہ سے شروع کرے گا۔ [یعنی: وہ اپنی سابقہ نماز مکمل نہیں کرے گا، بلکہ شروع سے نمازوں بارہ پڑھے گا۔ مترجم]

اسی طرح اگر نمازی نے آگ لگی ہوئی دیکھی نمازی آگ بچانا چاہے، یا کسی پانی میں ڈوبتے شخص کو بچانا چاہے تو اسے بچانے کے لیے جائے اور واپس آکر نمازوں بارہ سے شروع کرے۔ اور اگر نمازی کی حالت میں آگ نمازی تک پہنچ گئی، یا سیلاب کا پانی پہنچ گیا تو اس سے بچنے کے لیے بھاگ گیا، تو اس نمازی اپنی نماز میں ہی ہے، اور وہ صلاۃ خوف کی طرح اسے مکمل کرے گا، شروع سے نمازوں انہیں کرے گا۔ واللہ اعلم" ختم شد

علامہ مرداوی رحمہ اللہ "الإنصاف" (3/658) میں کہتے ہیں:

"اگر کوئی شخص نمازوں پڑھ رہا ہو تو دوران نماز ایسے کافر کو کنوں میں گرنے سے بچانا لازم ہے جسے بچانا لازم ہے، یہ دو اقوال میں سے صحیح ترین قول ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے مسلمان کو سچا لازم ہے، ایسا شخص نمازوں کو تور کرنا نہیں بچائے اور پھر دوبارہ شروع سے نمازوں کا کرے، حنبلی فقیہ مذہب کے مطابق یہ صحیح ترین موقف ہے، اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنی سابقہ نمازوں کو ہی مکمل کر سکتا ہے۔۔۔

اسی طرح اس صورت میں بھی نمازوں کا مفروض شخص اس کے پاس سے بھاگ جائے۔ جبیش امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ: نمازی شخص اس کی تلاش میں نمازوں کر چلا جائے، اسی طرح کسی ڈوبتے شخص کو بچانے کے لیے بھی نمازی کے لیے جانا جائز ہے، حنبلی فقہ کے مطابق یہ صحیح ترین موقف ہے۔" ختم شد

کسی بھی بڑے خوف اور خدشے کی صورت میں نمازوں کے لیے جانا جائز ہے کی اس رخصت کے سلف صالحین میں سے متعدد اہل علم قائل ہیں۔

چانچہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"قادة کہتے ہیں: اگرچہ نمازی کا بابس چوری کر کے بھاگ جائے تو نمازی چور کا بچھا کرے اور نمازوں پر ہو۔

امام عبد الرزاق صنفی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں سیدنا معمر کی سند سے حسن بصری اور قاتدہ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا، اسے خدشہ ہوا کہ اس کی سواری بھاگ جائے گی، یا اس پر کوئی درندہ حملہ کر دے گا؟ تو دونوں [سیدنا حسن اور قاتدہ] نے کہا: نماز توڑ دے۔

اسی طرح معمر رحمہ اللہ ہی قاتدہ سے بیان کرتے ہیں کہ: کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھتے ہوئے کہا: اگر آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے ایک بچے کو دیکھا جو کنوں کے لئے رہے پر ہے، نمازی کو خدشہ ہے کہ کہیں کنوں میں نہ گر جائے، تو کیا نمازی اپنی نماز توڑ دے؟ انہوں نے کہا: جی نماز توڑ دے۔

میں نے کہا: کسی چور کو دیکھے کہ وہ اس کی جو میاں چوری کر کے جانے لگا ہے تو؟ انہوں نے کہا: نماز توڑ دے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کا موقف بھی یہی ہے کہ: اگر نماز کے دوران کسی سنگین چیز کا سامنا ہو تو اس سے بچاؤ کے لیے نماز توڑ دے۔ ان کا یہ موقف سفیان سے المعافی نے نقل کیا ہے۔

اسی طرح اگر اپنے جانوروں کے بارے میں اسے سیلا ب کا خدشہ ہو، یا سیلا ب سواری کو نقصان پہنچا سکتا ہو تو بھی نماز توڑ سکتا ہے۔

جس شخص کی سواری دوران نماز اس کے ہاتھ سے نکل جائے تو اس کے بارے میں امام مالک کا موقف یہ ہے کہ: اگر سواری قریب ہی ہو، مثلاً: سامنے ہے، یاد میں یا باہمیں ہے تو چل کر اسے پکڑ لے، اور اگر دور چل گئی ہو تو پھر نماز توڑ کر اسے تلاش کرے۔

ہمارے فقہائے کرام کا موقف یہ ہے کہ: اگر نمازی شخص پانی میں کسی ڈوبتے ہوئے شخص کو دیکھے، یا آگ میں جھلتے دیکھے، یا دو بچوں کو لڑتے دیکھے یا اسی طرح کا کوئی اور منظر سامنے آ جائے اور وہ انہیں بچا بھی سکتا ہو تو نماز توڑ کر انہیں بچائے۔

ہمارے کچھ فقہائے کرام اس عمل کو صرف نفل تہک محدود کرتے ہیں، جبکہ صحیح ترین موقف یہ ہے کہ فرض اور نفل دونوں میں یہ عمل درست ہے۔

امام احمد ایسے شخص کے بارے میں لکھتے ہیں جو اپنے مفروض کے ہمراہ تھا، دونوں ہی مسجد میں داخل ہوئے اور مفروض مسجد سے اس وقت بجا گا جب قرض خواہ نے نماز شروع کر دی تھی، تو یہ شخص نماز توڑ کر اس کے پیچے جا سکتا ہے۔

امام احمد نے یہ بھی کہا ہے کہ: اگر نمازی نے کسی بچے کو دیکھا کہ بچہ کنوں میں گر جائے گا، تو یہ شخص نماز توڑ کر بچے کو پکڑ لے۔

ہمارے کچھ فقہائے کرام کہتے ہیں: نماز توڑ نے کی ضرورت اس وقت ہو گی جب مفروض یا بچے کو پکڑنے کے لیے عمل کثیر کی ضرورت ہو، چنانچہ اگر عمل معمولی سا ہو تو پھر اس معمولی عمل کی وجہ سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔

یہی موقف ابو بکر کا ایسے نمازی کے بارے میں ہے جس نے اپنی نماز توڑی اور اپنے مفروض مفروض دیکھ لیا اور اسے پکڑنے کے لیے نکلا، تو وہ بھی واپس آ کر اپنی نماز مکمل کرے گا، شروع سے دوبارہ ادا نہیں کرے گا۔

قاضی رحمہ اللہ نے اسے اس صورت میں معمول کیا ہے کہ جب اسے پکڑنے کے لیے معمولی کام کرنا پڑے۔

تاہم اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہاں یہ کہہ دیا جائے کہ اسے اس صورت میں اپنے مال کے تلف ہونے کا خدشہ تھا، اس لیے اس کے اس عمل درگز کیا گیا اگرچہ وہ عمل کثیر ہی تھا۔ "ختم شد"

"فتح ابیری" از: ابن رجب (336-9/337)

خلاصہ یہ ہو اکہ:

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا اور زلزلہ آجائے تو نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح آگ لگ جائے، یا کوئی بھی حادثہ رونما ہونے کی صورت میں اپنی جان، مال یا کسی اور مخصوص جان یا مخصوص جان کے مال کو نقصان پہنچ کا خدشہ ہو تو انہیں بچانے کے لیے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واللہ اعلم